تفسیر ثنائی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

تفسیر ثنائی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

جلد اوّل

مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

مسلکِ کتاب وسنّت کے فروغ کے لئے کوشاں

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

مکتبہ قدوسیہ

ناشر ——— ابوبکر قدوسی

اشاعت ——— دسمبر 2002ء

مطبع ——— موٹروے پریس

MAKTABA QUDDUSIA

REHMAN MARKET GHAZNI STREET URDU BAZAR
LAHORE - PAKISTAN. Ph: 7351124 - 7230585
Fax: 92 - 42 - 7230585 Email: qadusia@brain.net.pk

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ
کتاب والے کافر اور مشرک ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ کی طرف سے کوئی

مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ
بھلائی تم کو ملے اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کیساتھ مخصوص کرلیتا ہے اور اللہ بڑے

الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ
فضل والا ہے جب کبھی کوئی نشان ہم تبدیل کریں یا پیچھے چھوڑ رکھیں تو اس سے اچھا لے آتے ہیں یا اس جیسا کیا

تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ
تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمینوں کی تمام

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾ اَمْ
حکومت اللہ ہی کو حاصل ہے اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی والی ہے نہ مددگار۔ بلکہ

تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْــَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ
یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ایسے سوال کرو جیسے کہ پہلے موسیٰ سے ہوئے تھے

بھلا یہ کیونکر نہ جلیں بھنیں تمہاری تو دن بدن شوکت ہو اور یہ کتاب والے کافر اور مکہ کے مشرک ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ کی طرف سے کچھ بھلائی تم کو ملے اور یہاں معاملہ ہی دگرگوں ہے کہ تم روزافزوں ترقی پر ہو اس لیے ان کو بجز شتام دہی کے کچھ نہیں سوجھتا پس گالیاں بکتے ہیں مگر یاد رکھیں تمہارا کچھ نہیں بگاڑیں گے اس لیے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت خاصہ کے ساتھ مخصوص کرلیتا ہے کسی کا نہ اس پر اجارہ ہے نہ زور کیونکہ اللہ بڑے فضل والا ہے ہمیشہ اپنے بندوں پر مناسب حال کرم بخشی کرتا ہے۔ یہ تو ان کی غلطی ہے کہ اسلام کی اشاعت کو اپنے لیے مضر جانتے ہیں کیونکہ ان کو اپنی قومی عزت (یہودیت) پر بڑا ناز ہے یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام چونکہ ہماری قومیت کے برخلاف ہے اس کو مٹا دے گا اس لیے اسلام کو کم درجہ جان کر اعراض کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے ہاں قاعدہ ہے کہ جب کبھی کوئی نشان قومی یا شخصی شرعی یا عرفی ہم تبدیل کریں یا بحالت موجودہ چندروز کے لیے اس کے پیچھے چھوڑ رکھیں تو پہلی صورت میں اس سے اچھا لے آتے ہیں بصورت دیگر اس جیسا پس یہودیت کے آثار مٹنے سے اسلام ان کے اور سب کے حق میں بہتر ہوگا۔ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے اور کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمینوں کی تمام حکومت اللہ ہی کو حاصل ہے وہ جو چاہے اپنی رعیت میں احکام جاری کرے اسے کوئی مانع نہیں۔ اور اللہ کے سوا نہ تمہارا کوئی والی ہے نہ مددگار جو اس کی پکڑ سے تم کو بچائے۔ تعجب ہے کہ تم لوگ ایسے زبردست مولا کے تابع فرمان نہیں ہوتے ہو۔ بلکہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے جو اس مولا نے محض تمہاری ہدایت کے لیے بھیجا ہے ایسے سوال کر کے وقت کھویا کرو جیسے کہ پہلے حضرت موسیٰ سے کیے گئے تھے کہ کفار کے بتوں کو دیکھ کر بنی اسرائیل جھٹ بول اٹھے تھے کہ اے موسیٰ ہمارے لیے بھی کوئی خدا بنا دے جیسے ان کیلئے ہیں

شان نزول

؎ مشرکوں کا ایک درخت تھا جس کا نام تھا ذات انواط وہ اس کی پوجا کرتے تھے ان کو دیکھ کر بعض سادہ لوح انسانوں نے بھی آنحضرت سے سوال کیا کہ ہمارے لیے بھی ایک ذات انواط مقرر کیجئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی (تفسیر کبیر)

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ

تیرے منہ کا آسمان کی طرف پھرنا ہم دیکھ رہے ہیں پس تجھ کو ہم اسی کعبہ کی طرف پھیریں گے جسے تو پسند کرتا ہے

شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۚ

پس اپنا منہ عزت والی مسجد کی طرف پھیرا کر اور جہاں کہیں تم ہو اپنا رخ اسی کی طرف کیا کرو

تو رحم اور مہربانی اسی کا نام ہے کہ کیے ہوئے کام (نماز روزہ) بھی بلاوجہ ضائع کردے- چونکہ تیرا مدت سے یہی جی چاہتا ہے کہ کعبہ ابراہیمی کی طرف ہی (جو سب سے اول عبادت خانہ ہے) نماز پڑھے- چنانچہ تیرے منہ کا آسمان کی طرف بانتظار وحی پھرنا ہم دیکھ رہے ہیں نیز تعین جہت سے کوئی یہ غرض نہیں کہ اس جہت کی عبادت کرائی جائے بلکہ عبادت تو ہماری ہے- تعین قبلہ تو صرف ایک عارضی امر ہے پس تجھ کو ہم اس کعبہ کی طرف پھیریں گے جسے تو پسند کرتا ہے- لیجئے بس اب سے آئندہ کو اپنا منہ عزت والی مسجد یعنی کعبہ ابراہیمی کی طرف پھیر[1] کر اور عام مسلمانوں کو بھی اعلان دے دو کہ جہاں کہیں تم ہو نماز کے وقت اپنا رخ اسی کی طرف کیا کرو-

---

کے مصداق متنوع ہوں گے یعنی دنیا میں حکمرانی اور نوع کی ہوگی اور قیامت میں اور قسم کی جیسا کہ عموم مجازیا عموم مشترک (علی تقدیر جوازہ) کی صورت میں ہوا کرتا ہے- رہا یہ سوال کہ شہادت کے معنی حکمرانی ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ مفسر بیضاوی نے ان کنتم فی ریب کی تفسیر میں لکھا ہے کہ شہید حاکم کو بھی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ مجالس میں واسطے تصفیہ مقدمات کے آیا جایا کرتا ہے اور اگر آیت پر غور کیا جائے تو یہی معنی مناسب ہیں- اس لئے کہ تحویل قبلہ کا وقت ایک نہایت اضطراب اور بے قراری کا مسلمانوں کے حق میں تھا- جس میں ان کو ہر طرف سے کس و ناکس کے اعتراضات سننے پڑتے تھے- ایسے موقع پر نہایت ضروری تھا کہ انکی گھبراہٹ کے دفع کرنے کو کوئی خبر ایسی فرحت بخش سنائی جاتی جس سے ان کے لئے اس گھبراہٹ کا بہت جلد تبادلہ ہوتا- چنانچہ بعد تدبر ان آیات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کی تسکین ہر طرح سے مقصود تھی کہیں تو ان کو طمع دی جاتی تھی کہیں انکو کفار کے شر سے بچنے کی تاکید ہورہی ہے اور بار بار اس امر کی تاکید ہے کہ ضرور اس پر پختہ ہو جاؤ اور کسی کی مت سنو- خدا بھی چاہتا ہے کہ تم پر اپنی نعمتیں پوری کرے- وغیرہ وغیرہ پس شہدا کے معنی حکمران لینا اور اس کو ایک قوم کی دلجوئی بلکہ پیش گوئی قرار دینا سیاق وسباق سے نہایت مناسب بلکہ انسب ہے

آریوں اور عیسائیوں کی غلطی: [1] (اپنا منہ عزت والی مسجد کی طرف پھیرا کر) اس آیت کے متعلق بھی نافہم مخالفوں نے کئی طرح سے دانت پیسے ہیں- سب سے بڑا اعتراض تو یہ ہے کہ اسلام نے بت پرستی کو رواج دیا جو سچے مذہب کو شایاں نہیں- کس طرح دیا؟ اس طرح کہ کعبہ جو پتھروں کا بنا ہوا مثل ایک بت کے ہے اس کی عبادت کا حکم کیا اور ایسا کیا کہ بغیر اس طرف رخ کرنے کے نماز قبول ہی نہیں ہوتی- دوسرا اعتراض فسخ احکام کے متعلق ہے کہ پہلے حکم کو اٹھانا اس کے ناتجربہ اور لاعلمی پر مبنی ہوتا ہے- اس لئے جائز نہیں کہ احکام خداوندی میں سے کوئی حکم کسی زمانہ میں صادر ہو کر پھر اٹھا دیا جائے جیسا کہ یہاں پر پہلے کعبہ سے دوسرے کعبہ کی طرف منہ پھیرنے کا حکم ہوا- کیونکہ خدا تو علام الغیوب ہے- یہ خلاصہ ہے- ان دفتروں کا جو ہمارے قدیمی مہربان عیسائی اور ہمسایہ قوم آریہ وغیرہ نے بھرے ہیں- پہلے سوال کا جواب دو طرح سے ہے اجمالی اور تفصیلی اجمالی تو دو ٹوک بات ہے کہ شرک اور بت پرستی اسے کہتے ہیں کہ غیر خدا کی عبادت کی جاوے یا کم سے کم اس سے وہ معاملے کئے جاویں جو خدا کے ساتھ ہونے چاہئیں- مثلاً امید بھلائی یا دفع ضرر- مگر چونکہ کعبہ کی نسبت اسلام نے کوئی حکم ایسا نہیں دیا- بلکہ صاف اور صریح لفظوں میں فلیعبدوا رب هذا البیت فرمایا یعنی کعبہ کے خدا کی عبادت کریں- تو اب اسلام کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ کعبہ پرستی اور بت پرستی سکھاتا ہے

وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

اور جو لوگ کتاب والے ہیں خوب جانتے ہیں کہ (حکم) واقعی ان کے (اور تمہارے سب کے) مالک کی طرف سے ہے اور خدا ان

عَمَّا یَعْمَلُوْنَ ۞ وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ بِکُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَکَ ۚ

کے کاموں سے بے خبر نہیں اور اگر تو ان کے پاس ہر طرح کے نشان بھی لاویگا تو جب بھی تیرے قبلہ کی طرف نماز نہ پڑھیں گے

اس امر کا خطرہ نہ کرو کہ جہال اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) تم کو طعن مطعن دیں گے اگر دیں تو کچھ پرواہ نہیں اس لئے کہ جو لوگ کتاب کے جاننے والے ہیں خوب جانتے ہیں کہ یہ (حکم) واقعی ان کے (اور تمہارے سب کے) مالک کی طرف سے ہے- کیونکہ وہ بشہادت توریت و نیز بقرائن خارجہ اسے خوب سمجھتے ہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچا نبی اور حضرت موسیٰ کی مانند[1] رسول مستقل ہے- پس جو کچھ وہ حکم کرے گا ممکن نہیں کہ غلط اور باطل ہو گو وہ بوجہ دنیا سازی مانتے نہیں سو یاد رکھیں کہ خدا ان کے کاموں سے بے خبر نہیں- ضد اور تعصب میں تو یہاں تک بڑھے ہوئے ہیں کہ اگر تو ان کے پاس ہر طرح کے نشان بھی لاوے گا تو جب بھی تیرے قبلہ ابراہیمی کی طرف نماز نہیں پڑھیں گے

سراسر انصاف کا خون کرنا ہے- تفصیلی جواب سے پہلے مسلمانوں کی نماز کا مطلب بیان کرنا بھی کس قدر مفید ہوگا- تاکہ ثابت ہو جائے کہ اسلامی نماز جس پر تمام اہل اسلام فخر کیا کرتے ہیں کہاں تک توحید سے یا شرک سے بھری ہوئی ہے پہلے میں اس (نوٹس) اذان کا مضمون سناتا ہوں جو نماز پنجگانہ کی حاضری کے لئے تجویز ہوا ہے-

کچہری (مسجد) کے دروازہ یا کسی کونے میں چپڑاسی (مؤذن) کھڑا ہو کر بلند آواز سے کہتا ہے کہ

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمد رسول اللہ اشھد ان محمد رسول اللہ حی علی الصلوۃ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ

کہ خدا سب سے بڑا ہے (چار دفعہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود برحق نہیں (دو دفعہ) میں اس امر کا شاہد ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں (جن کو سوا پیغام پہنچانے کے خدائی میں کسی طرح کا حق نہیں) اے سب سننے والو آؤ نماز پڑھنے کو (دو دفعہ) آؤ عذاب سے رہائی پانے کو (دو دفعہ) اللہ سب سے بڑا ہے (دو دفعہ) سوائے اس کے کوئی معبود برحق نہیں

یہ ہے مضمون اس نوٹس کا جو بانی اسلام (فداہ روحی) نے حاضری دربار کا رب العالمین کے لئے مقرر کیا ہے- سچ ہے

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

اس نوٹس کے الفاظ میں نے نقل کر دیئے ہیں- تاکہ ہر موافق مخالف کو یہ موقع ملے

[1] اس لفظ میں استثناء باب ۱۸ اور اعمال باب ۲۰ کی طرف اشارہ ہے

وَمَا أَنتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُم بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ

اور نہ تو ان کے قبلہ کو مانے گا اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کو نہیں مانتے اگر تو باوجود جان لینے

أَهْوَاءَهُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۴۵﴾

کے ان کی خواہش پر چلا تو بیشک تو بھی اس وقت بے انصاف ثابت ہو گا

اور نہ کسی طرح تو ان کے قبلہ کو مانے گا۔ ان کی یہ مخالفت تیری حقانیت میں خلل انداز نہیں ہو سکتی پہلے وہ آپس میں تو فیصلہ کر لیں اس لئے کہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کو نہیں مانتے۔ یہود نصاریٰ سے مخالف اور نصاریٰ یہود سے۔ حالانکہ دونوں گروہ توریت کو مانتے ہیں۔ پھر تجھ سے الجھنے کی کیا وجہ کوئی دلیل ان کے پاس ہے؟ کہ انہیں کے قبلہ کی طرف نماز پڑھی جائے۔ ہاں نفسانی خواہش تو بے شک ہے اور یاد رکھ کہ اگر تو بفرض محال باوجود جان لینے ان کی اندرونی حالت کے ان کی خواہش پر چلا تو بے شک تو بھی اسی وقت بے انصاف ثابت ہو گا۔ اصل میں یہ ضد صرف جہلاء اور نیم ملاؤں میں زیادہ ہے۔

کہ مسجد میں جا کر (خدا کرے کہ سب جائیں) اپنے کان سے سن کر ہماری تصدیق کا اندازہ کرے۔ اب میں اس نماز کا مضمون سناتا ہوں جس کے لئے یہ اعلان تجویز ہے۔

کھڑا ہوتے ہی (بایں خیال کہ میں اس وقت دنیا اور ماسوا اللہ سے علیحدہ ہوں) دونوں ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے کہ

الله اكبر– سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا اله غيرك اعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمن الرحيم– الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم مالك يوم الدين– اياك نعبد واياك نستعين اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين

خدا سب سے بڑا ہے (یہ کہہ کر نوکروں اور غلاموں کی طرح دونوں ہاتھ باندھ کر اقرار کرتا ہے) اے خدا تو سب عیوب سے پاک ہے میں تیری تعریف کرتا ہوں بڑی برکت والا ہے تیرا نام اور بلند ہے تیری ذات اور سوا تیرے کوئی معبود نہیں۔ شیطان مردود سے پناہ میں ہو کر اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اس بات کا صریح لفظوں میں اقرار کرتا ہوں کہ سب تعریفوں کا مستحق خدا ہی ہے جو سب جہان کا پالنہار ہے بڑا بخشنے والا مہربان انصاف کے دن کا حاکم (اس کے بعد مخاطب ہو کر اپنی آرزو کا اظہار کرتا ہے کہ) ہم تیری ہی اے مولا بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے اپنے اڑے کاموں میں مدد چاہتے ہیں تو ہی ہم کو سیدھی راہ پر پہنچا ان لوگوں کی راہ پر پہنچا کہ جن پر تو نے بڑے بڑے انعام و اکرام کئے اور نہ ان کی جن پر غصہ ہوا اور نہ گمراہوں کی

اس کے بعد کوئی سورت قرآنی بغرض ربط مخلوق بخالق پڑھ کر الله اكبر (خدا سب سے بڑا ہے) کہہ کر رکوع میں جاتا ہے اس امر کا اقرار کرتا ہے کہ سبحان ربی العظیم میرا مالک مربی خدا بڑی بزرگی والا ہے (کم سے کم تین دفعہ) پھر سر اٹھاتے ہوئے خدا کی عام قدرت کا اقرار کرتا ہے سمع الله لمن حمده (یعنی خدا سنتا ہے ان کی پکار کو جو اس کی تعریف کرتے ہیں) پھر ساتھ ہی اس کے یہ بھی اظہار ہے ربنا لك الحمد اے ہمارے مولا تو ہی سب تعریفوں کا مالک ہے پھر الله اكبر (خدا سب سے بڑا ہے) کہتا ہوا سجدہ میں جاتا ہے۔ وہاں تو خوب ہی بن آتی ہے من مانی دعائیں جی میں آئی عرضیں کرتا ہے۔ سبحان ربی الاعلیٰ (پاک ہے رب میرا سب سے بلند) (کم سے کم تین دفعہ) کہہ کر الله اكبر کہتا ہوا سر اٹھاتا ہے۔ پھر دوسرا سجدہ بھی اسی کیفیت سے کرتا ہے۔ یہاں پہنچ کر ایک رکعت ختم ہوئی۔

الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ تو اس کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو ہاں ایک فرقہ ان میں سے دیدہ دانستہ

لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٤٦﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿١٤٧﴾

حق کی بات کو چھپاتے ہیں حق جو تیرے رب کی طرف سے ہے پس تو کسی طرح کا شک نہ کیجیو

ورنہ جن لوگوں کو ہم نے کتاب توریت کی سمجھ دی ہے وہ تو اس رسول کو ایسا سچا پہچانیں جیسا کہ اپنے بیٹوں کو جب ہی تو ماننے میں بھی دیر نہیں کرتے ہاں ایک فرقہ نیم ملاؤں کا ان میں سے بے شک دیدہ و دانستہ حق بات چھپاتے ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ کسی طرح حق ظاہر نہ ہونے پائے مگر تو سن رکھ کہ حق وہی ہے جو تیرے رب کی طرف سے ہے پس تو ان کی باتوں سے کسی طرح کا شک نہ کیجیو ان کی مخالفت سے کیا ہوتا ہے؟ پڑے مخالفت کریں خدا نے اس دین کو ضرور ہی پھیلانا ہے اور ہم ابھی سے بتلائے دیتے ہیں

اسی کیفیت کی دو تین چار رکعات جیسا وقت ہو پڑھتا ہے۔ سب سے اخیر بیٹھ کر اپنے مالک کی تعریف کے کلمات (جو درج ہیں)

التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیك ایها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله اللهم صلی علی محمد وعلی ال محمد كما صلیت علی ابراهیم وعلی ال ابراهیم انك حمید مجید اللهم بارك علی محمد وعلی ال محمد كما باركت علی ابراهیم وعلی ال ابراهیم انك حمید مجید

کہہ کر اور اپنے پیر و مرشد سچے رسول کے حق میں نیک دعا کر کے اور اپنے حق میں بھی کچھ کہہ سن کر نماز سے فارغ ہوتا ہے۔ پس یہ ہے وہ نماز اور وہ عبادت جس کو ایک ناخواندہ (مگر ناخواندوں کے معلم) جنگلی ملک کے رہنے والے (فداہ روحی) نے بالہام الٰہی تجویز کیا ہے۔ کیا اس میں کوئی کلمہ بھی ایسا ہے کہ جس میں کعبہ کی مدح یا تعظیم ہو۔ پھر اس نماز کو بھی ہمارے نافہم مخالف شرک اور بت پرستی کہیں گے تو اس کے جواب میں ہم سے یہی سنیں گے

پس تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

بعد اس کے ہم اپنے مخالفین سے پوچھتے ہیں کہ اگر اسلام کو کعبہ پرستی منظور ہوتی اور شرک اور بت پرستی کا رواج مد نظر ہوتا کیا وجہ ہے کہ ساری نماز میں کعبہ کا ذکر تک نہیں نہ اس سے خطاب ہے۔ نہ اس سے استمداد نہ اس کا ذکر نہ اس کا نام۔ پھر کعبہ پرستی ہے تو کہاں ہے؟ میں نہیں جانتا کوئی منصف مزاج اس معروضہ تقریر پر غور کر کے اسلام پر کعبہ پرستی کا الزام لگائیں رہا یہ سوال کہ نماز میں تو بے شک شرک کی بو تک نہیں مگر اس کی کیا وجہ ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم آیا ہے۔ انسان کو اس امر میں مختار کیوں نہیں کیا گیا کہ جس طرف منہ کر کے چاہتا اپنے مالک کی عبادت کرتا۔ سو اس کا جواب بعد ایک تمہید کے ہم دیتے ہیں وہ یہ ہے

ہمیشہ قاعدہ ہے کہ ایک امر مقصود اصلی کے ساتھ کوئی مقصود تبعی بھی ہوا کرتا ہے مثلاً علم کا پڑھنا مقصود اصلی ہے تو حروف ابجد کا سیکھنا غیر اصلی لازم ہے گو بعد حصول علم حروف ابجد کا خیال تک بھی نہیں رہتا۔ اسی طرح دفع دشمن کے لئے تلوار بندوق کا اٹھانا لازم ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ان کے اٹھانے سے بجز تحمل بوجھ کوئی فائدہ نہیں مگر بایں لحاظ کہ یہ بوجھ ایک ضروری کام (دفع دشمن) کے لئے ذریعہ ہے۔ یہی عمدہ اور احسن ہو جاتا ہے اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو امر کسی دوسرے امر کا ذریعہ ہوا کرتا ہے اس کا حسن و قبح اصل ذی ذریعہ کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ یہی تلوار کا اٹھانا

جو بلحاظ اس امر کے کہ یہ تلوار دفع دشمن کے لئے ایک ذریعہ ہے اور احسن اور عمدہ ہے اور اس لحاظ سے کہ کسی بے کس مظلوم پر چلائی جائے تو قبیح ہوتا ہے ہاں اس امر کی پہچان بعض دفعہ مشکل ہو جاتی ہے کہ مقصود اصلی کیا ہے اور تبعی کیا؟ سو اس کے لیے عام قاعدہ یہ ہے کہ ان دونوں میں سے جو امر ایسا ہو کہ اس کے حصول کے بعد دوسرے کے لیے تردد کرنا باقی رہے اور مقصود سے فارغ البالی نہ ہو تو وہ مقصود اصلی نہیں اور جس کے حصول کے بعد دوسرے کی تلاش نہ رہے تو وہ امر مقصود اصلی ہوگا- مثلاً دوا کا بنانا اور گھوٹنا ایک ایسا امر ہے کہ اس کے حصول پر قناعت نہیں کی جاسکتی جب تک کہ بیمار کو بھی شفا نہ ہولے- ہاں اگر بغیر دوانوشی کے مرض سے عافیت ہو جائے تو دوا کا مطلق خیال بھی نہیں ہوتا- ہماری اس تقریر سے یہ امر بخوبی واضح ہوتا ہے کہ مقصود اصلی کسی حال میں متروک اور مفروغ عنہ نہیں ہو سکتا پس اب ہمیں پہلے یہ دیکھنا ہے کہ تعین جہت کو اسلام نے کوئی مقصود اصلی قرار دیا ہے- یا تبعی بعض مواقع پر اس حکم کا ساقط ہو جانا صاف دلیل ہے کہ یہ کوئی امر اصلی نہیں- مثلاً جنگ کی حالت میں بشدت خوف جدھر رخ ہو نماز پڑھتے جانا خواہ کعبہ کی طرف پیٹھ بھی ہو- اس امر کو ثابت کر رہا ہے کہ کعبہ کی طرف توجہ کرنا مقصود اصلی نہیں بلکہ صرف اس امر کے لیے ہے کہ مسلمانوں میں جیسا کہ معنوی اتحاد ہے صوری موافقت بھی حاصل رہے- یہی وجہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے جو اختیار دینے کی صورت میں متصور نہ تھا کیونکہ جب ہر ایک کو اختیار ملتا اور اس بات کا مجاز ہوتا کہ دوسرے کے منہ کی طرف منہ کرکے یا پیٹھ ایک مشرق کو رخ کرے تو دوسرا مغرب کو تیسرا جنوب کو چوتھا شمال کو- تو یہ فائدہ جو یک جہتی سے حاصل ہے نہ ہوتا- پس یہی وجہ اس کے تبعی مقصود ہونے کی ہے- یہ تقریر بالخصوص اس وقت بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے کہ نماز کے معانی اور مطالب ذہن نشین کرکے یہ دیکھا جائے کہ اس میں تو کسی جہت یا کعبہ کا نام تک بھی نہیں پس اگر یہ مقصود اصلی ہوتا تو اصلی عبادت کے طریق اور اس کے الفاظ میں اس کا ذکر ہوتا- کیونکہ بغیر مقصود کسی کام کا کرنا کون نہیں جانتا کہ علاوہ لغو ہونے کے تضیع اوقات اور بے ہودہ پن ہے- پس ہماری ہمسایہ قوم آریہ اور عیسائی وغیرہ اسلام کے مخالف ہماری اس تقریر پر غور کریں اور نتیجہ سے ہمیں اطلاع دیں- اگر کچھ شبہ ہو تو تمام قرآن میں تلاش کرکے کوئی آیت اس مضمون کی نکالیں جس سے ثابت ہو کہ نماز میں کعبہ کی پرستش ہے- نہ ملنے پر ہم آپ سے صرف ایک چیز چاہتے ہیں جو نہایت آسان ہے گو کسی مخالف حق کے حق میں مشکل اور گراں سے گراں ہے- وہ وہی ہے جس کا پیارا نام "انصاف ہے" جو انسان کو ہر ایک جگہ عزت دلاتا ہے اور اعزاز سے یاد کراتا ہے رہا یہ سوال کہ کعبہ کی جہت کیوں مقرر ہوئی اور طرف کیوں نہ ہوگئی؟ مانا کہ نماز میں شرک نہیں اور نہ تعین جہت شرک ہے لیکن اتنا تو ہے کہ اور اطراف بھی اس کے مساوی ہیں آخر اس میں کیا ترجیح ہے جو اس کو اختیار کیا گیا- کیا ترجیح بلا مرجح محال نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جہت میں سب سے بڑھ کر ایک ایسی ترجیح پائی جاتی ہے جو ہم خرما و ہم ثواب کی مصداق ہے- یعنی یہ کعبہ ایک بڑے نامور سید الموحدین اس نیک بندے کا بنایا ہوا ہے جس نے خدا کی محبت اور توحید کے اختیار کرنے کی وجہ سے اپنے بیگانے سے وہ تکالیف دیکھی تھیں جن کا نمونہ آج کل تمام دنیا میں نہ مل سکے پس ایسے شخص کی یادگار دل میں قائم رکھنے کی غرض سے کعبہ مقرر کیا گیا- تاکہ اور لوگوں کو بھی اخلاص مندی اور توحید کا اس سے سبق حاصل ہو اسی حکمت سے حضور اقدس (فداہ روحی) کا دل تڑپتا تھا کہ میں کعبہ ابراہیمی کی طرف نماز پڑھوں ورنہ اس میں کچھ شک نہیں کہ کعبہ بھی مثل اور جہت کے ایک جہات ہے- ہاں کوئی وصف ہے تو یہ ہے

بگفت امن گلے ناچیز بودم ولیکن مدتے باگل نشستم

رہا اعتراض نسخ احکام کے متعلق سو اس کا جواب یہ ہے کہ نسخ یعنی حکم سابق کا اٹھا دینا یہ دو طرح پر ہے- ایک تو جس طرح سے حکام زمانہ کوئی قانون بعد ترویج بدلتے ہیں جس کی بابت پہلی ترتیب کے وقت ان کو علم نہیں ہوتا کہ اس میں کیا خرابی ہوگی؟ جس کے سبب سے اس میں کچھ تغیر آئے گا- دوسری قسم طبیب کی تبدیلی نسخہ جات کی طرح ہے کہ رفتہ رفتہ بتدریج طبیعت کو درستی پر لاتا ہے منضج دے کر مسہل تجویز کرتا ہے- ان دو قسموں میں اول تو بے شک حاکم کی لاعلمی پر دلالت کرتا ہے- مگر قسم دوئم بجائے لاعلمی کے کمال علمی جتاتا ہے- اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اہل اسلام کون سے نسخے کے قائل ہیں؟ قسم اول کے حاشا و کلا (ہر گز نہیں) ان کی پاک کتاب کی تعلیم ہے یعلم مابین ایدیھم وما خلفھم اور انہ علیم

بذات الصدور بھلا اس صریح تعلیم کے خلاف وہ کیونکر کہہ سکتے ہیں؟ اور اگر کہیں بھی تو یہ اعتراض ان پر ہو گا نہ کہ اسلام پر۔ قسم دوم کے البتہ جمہور اہل اسلام معترف ہیں۔ کتب اصول میں لکھا ہے کہ

النسخ هو بیان لمدة الحکم المطلق الذی کان معلوما عندالله الا انه اطلق فصار ظاهره البقاء فی حق البشر فکان تبدیلا فی حقنا بیانامحضا فی حق لصاحب الشرع (نور الا نوار ص۲۰۸)

"نسخ صرف ایک مدت کا اظہار ہوتا ہے جو کسی حکم بلا قید میں مراد ہوتی ہے اور اللہ کو معلوم ہے کہ حکم فلاں وقت تک رکھوں گا مگر بظاہر اس کو غیر مقید فرمادیتا ہے۔ جس سے لوگ اس کو دوامی سمجھ جاتے ہیں۔ پس اسی وجہ سے وہ ہمارے خیال میں پہلے حکم کی تبدیلی ہوتی ہے اور خدا کے نزدیک وہ صرف ایک مدت کا اظہار ہوتا ہے"

پس ایسے نسخ سے۔ نہ تو اللہ کے علم میں کوئی نقصان آتا ہے اور نہ کوئی دوسرا اعتراض ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ابتدائے اصلاح قوم میں مسلمان کو کیا کیا دقتیں پیش آیا کرتی ہیں کبھی وہ مشکل سے مشکل کام بھی کر گزرتے ہیں اور کروالیتے ہیں اور کبھی آسان سے آسان بھی بوجہ کسی مصلحت اور حکمت کے ان سے نہیں ہو سکتے ایک شخص کے خیالات کا اندازہ کرنا اور اس کی طبیعت مدت سے بگڑی ہوئی کو اصلاح پر لانا ہاتھ پر انگار لینا ہے تو پھر ایک قوم کی قوم کو یک دم پلٹا دلانے میں کیا کیا دقتیں نہ پیش آتی ہوں گی؟ سچ ہے اور بالکل سچ ہے

پانی میں ہے آگ کا لگانا دشوار — بہتے دریا کا پھیر لانا دشوار
دشوار تو ہے مگر نہ اتنا جتنا — بگڑی ہوئی قوم کا بنانا دشوار

ایک حدیث میں جو امام مسلم نے نقل کی ہے مذکور ہے کہ آپ نے لوگوں کی مشرکانہ عادت دیکھ کر قبرستان کی زیارت سے منع فرمایا تھا اور بعد اصلاح اجازت دیدی اور انکے بخل کے مٹانے کی غرض سے قربانیوں کے گوشت تین دن زائد رکھنے سے منع کر دیا تھا جس کی بعد میں اجازت دیدی ایسا ہی شراب کے برتنوں میں بھی کھانا پینا منع کیا تھا مگر بعد میں ان کے استعمال کی اجازت بخشی اس حدیث سے ہمارے بیان کی تصدیق ہوتی ہے کہ اسلامی نسخ بے علمی پر مبنی نہیں بلکہ کمال دور اندیشی کی خبر دیتا ہے ہمارے خیال میں ایسے مصلح اور ریفارمر کی کسی پالیسی (حکمت عملی) یا دوسرے لفظوں میں نسخ پر کوئی اعتراض کرنا گویا ثابت کرنا ہے کہ اصول ریفامری سے ناواقف ہیں سچ ہے سخن شناس نئی دلبر اخطا اینجاست اسلامی نسخ جس قدر کہ ہے اس قسم کا ہے ہاں اس میں شک نہیں کہ بعض مفسرین نسخ بتلانے میں ذرا جلدی بھی کر جاتے ہیں سو جس نے آیات منسوخہ کی صحیح تعداد اور ان کے متعلق محققانہ بحث دیکھنی ہو وہ رسالہ الفوز الکبیر مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ کا مطالعہ کرے تمام تلاش میں شاید کوئی آیت منسوخ ملے گی۔ واللہ اعلم

بذات الصدور بھلا اس صریح تعلیم کے خلاف وہ کیونکر کہہ سکتے ہیں؟ اور اگر کہیں بھی تو یہ اعتراض ان پر ہو گا نہ کہ اسلام پر۔ قسم دوم کے البتہ جمہور اہل اسلام معترف ہیں۔ کتب اصول میں لکھا ہے کہ

النسخ هو بيان لمدة الحكم المطلق الذي كان معلوما عندالله الا انه اطلق فصار ظاهره البقاء في حق البشر فكان تبديلا في حقنا بيانامحضا في حق لصاحب الشرع (نور الانوار ص۲۰۸)

"نسخ صرف ایک مدت کا اظہار ہوتا ہے جو کسی حکم بلا قید میں مراد ہوتی ہے اور اللہ کو معلوم ہے کہ حکم فلاں وقت تک رکھوں گا مگر بظاہر اس کو غیر مفید فرما دیتا ہے۔ جس سے لوگ اس کو دوامی سمجھ جاتے ہیں۔ پس اسی وجہ سے وہ ہمارے خیال میں پہلے حکم کی تبدیلی ہوتی ہے اور خدا کے نزدیک وہ صرف ایک مدت کا اظہار ہوتا ہے"

پس ایسے نسخ سے۔ نہ تو اللہ کے علم میں کوئی نقصان آتا ہے اور نہ کوئی دوسرا اعتراض ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ابتدائے اصلاح قوم میں مسلمان کو کیا کیا دقتیں پیش آیا کرتی ہیں کبھی وہ مشکل سے مشکل کام بھی کر گزرتے ہیں اور کروا لیتے ہیں اور کبھی آسان سے آسان بھی بوجہ کسی مصلحت اور حکمت کے ان سے نہیں ہو سکتے ایک شخص کے خیالات کا اندازہ کرنا اور اس کی طبیعت مدت سے بگڑی ہوئی کو اصلاح پر لانا ہاتھ پر انگار لینا ہے تو پھر ایک قوم کی قوم کو یک دم پلٹا دلانے میں کیا کیا دقتیں نہ پیش آتی ہوں گی؟ سچ ہے اور بالکل سچ ہے

پانی میں ہے آگ کا لگانا دشوار بہتے دریا کا پھیر لانا دشوار
دشوار تو ہے مگر نہ اتنا جتنا بگڑی ہوئی قوم کا بنانا دشوار

ایک حدیث میں جو امام مسلم نے نقل کی ہے مذکور ہے کہ آپ نے لوگوں کی مشرکانہ عادت دیکھ کر قبرستان کی زیارت سے منع فرمایا تھا اور بعد اصلاح اجازت دیدی اور انکے بخل کے مٹانے کی غرض سے قربانیوں کے گوشت تین دن زائد رکھنے سے منع کر دیا تھا جس کی بعد میں اجازت دیدی ایسا ہی شراب کے برتنوں میں بھی کھانا پینا منع کیا تھا مگر بعد میں ان کے استعمال کی اجازت بخشی اس حدیث سے ہمارے بیان کی تصدیق ہوتی ہے کہ اسلامی نسخ بے علمی پر مبنی نہیں بلکہ کمال دور اندیشی کی خبر دیتا ہے ہمارے خیال میں ایسے مصلح اور ریفارمر کی کسی پالیسی (حکمت عملی) یا دوسرے لفظوں میں نسخ پر کوئی اعتراض کرنا گویا ثابت کرنا ہے کہ اصول ریفارمری سے ناواقف ہیں سچ ہے سخن شناس نئی دلبر اخطا اینجاست اسلامی نسخ جس قدر کہ ہے اس قسم کا ہے ہاں اس میں شک نہیں کہ بعض مفسرین نسخ بتلانے میں ذرا جلدی بھی کر جاتے ہیں سو جس نے آیات منسوخہ کی صحیح تعداد اور ان کے متعلق محققانہ بحث دیکھنی ہو وہ رسالہ الفوز الکبیر مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ کا مطالعہ کرے تمام تلاش میں شاید کوئی آیت منسوخ ملے گی۔ واللہ اعلم